Name of Journal: Al-Anfal
ISSN (Online): 3006-5208
ISSN (Print): 3006-5194
Name of Publisher: Al-Anfal Education & Research
Vol. 3 No.1 (2025)

Shafiqur-Ur-Rehman's Stories Reflect Social Issues

شفیق الرحمن کےافسانوں میں سماجی مسائل کی عکاسی

Dr. Parveen Kallu
Associate Professor Urdu Department , Government College University Faisalabad
Ghazala Kishwer
Lecturer Lecturer Urdu Department Thal University Bhakkar
Dr. Mamuna Subhani
Associate Professor, Urdu Department G.C University Faisalabad. memunasubhani@gcuf.edu.pk

Abstract
The famous Urdu humorist, writer and short story writer Shafiq-ur-Rehman was born on November 9, 1920 in Kala Noor, East Punjab (India). His father, Rao Abdul Rehman, was an engineer in the Irrigation Department of Bahawalpur State. He was also associated with the Bahawalpur Sutlej Valley Project. Under this project, the canal system in Bahawalpur was extended to remote areas and the uninhabited areas were made green and lush. Thus, the family lived in Bahawalpur for a long time. Rao Abdul Rehman had four children. The eldest son was named Rao Hafeez-ur-Rehman, while the other children were Shafiq-ur-Rehman, Aqeel-ur-Rehman and the youngest daughter was Jamila Begum. Rao Hafeez-ur-Rehman was the Minister of Education and Minister of Health of Bahawalpur State. Shafiq-ur-Rehman's family was educated and held high government positions. This family was a family with deep literary taste. Shafeequr-ur-Rehman wrote many books i.e “kirnain”,”Shagoofay”, “Lehrain”, “Madd-o-Jzr”, ”Parwaz”, “Pachtaway”, “Hamaqaten”, “Mazeed Hamaqaten”, “Insani Tamasha”,”Dajla”,”Dareechay”He was also a fiction writer as well.His writings reflect on social issues, whose are mentioned here.

Key Words: Shafiq-ur-Rehman, famous Urdu humorist, short story writer, Rao Hafeez-ur-Rehman, Bahawalpur, Jamila Begum, “kirnain”,”Shagoofay”, “Lehrain”, “Madd-

Name of Journal: Al-Anfal
ISSN (Online): 3006-5208
ISSN (Print): 3006-5194
Name of Publisher: Al-Anfal Education & Research
Vol. 3 No.1 (2025)

o-Jzr", "Parwaz", "Pachtaway", "Hamaqaten", "Mazeed Hamaqaten", "Insani Tamasha","Dajla","Dareechay".

شفیق الرحمن اردو کے نامور مزاح نگار اور کہانی کار ہیں ۔ انہوں نے اپنے پڑھے لکھے گھرانے سے بھرپور طریقے سے اکتساب فیض کیا۔ ابتدائی تعلیم انہیں گھر میں دی گئی۔ روایتی تعلیم کے مراحل طے کرنے کے لیے صادق ڈین ہائی سکول بہاول پور میں داخل ہوئے۔ وہ اس ادارے میں آٹھویں جماعت تک زیر تعلیم رہے۔ میٹرک کا امتحان انہوں نے سٹیٹ ہائی سکول بہاول نگر سے ۱۹۳۵ء میں پاس کیا۔ بہاول پور میں قیام کے دوران میں خالد اختر سے ان کی بڑی گہری دوستی تھی۔ جو کہ ساری زندگی قائم رہی۔ شفیق الرحمن نے ایف ایس سی امتحان ۱۹۳۷ء میں گورنمنٹ کالج روہتک سے پاس کیا۔ امتیازی نمبروں کی بدولت ایم بی بی ایس کے لیے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور میں انہیں داخلہ مل گیا جو کہ ایک اعزاز کی بات تھی۔ اس ادارے میں انہوں نے میڈیکل کی تعلیم کے ساتھ ادبی صلاحیتوں کو بھی بھرپور طریقے سے اُجاگر کیا۔ شفیق الرحمن فراغت کے اوقات میں اکثر " ادب لطیف " کے دفتر جایا کرتے تھے جہاں ان کی ادب کے مشاہیر سے ملاقاتیں بھی رہیں۔ ان ملاقاتوں میں ہونے والی گفتگو نے ان کی ادبی تربیت میں بھرپور کردار ادا کیا۔ فیض احمد فیض، کرشن چندر باری ،علیگ، راجندر سنگھ بیدی، اوپندر ناتھ ،اشک سعادت حسن منٹو مرزا ادیب اور یوسف ظفر جیسے شعرا و ادبا سے ان کی ملاقاتیں رہیں۔ ان کے والد اکبر الہ آبادی کی شاعری کو بہت پسند کرتے تھے۔ ان کو اکبر الہ آبادی کے سیکڑوں اشعار ازبر تھے۔ شفیق الرحمن کی والدہ بھی پڑھی لکھی خاتون تھیں۔ وہ اپنی والدہ کے بارے میں بتاتے ہیں:

> "مجھے مطالعے کی عادت میری والدہ سے ملی۔ خواتین کے کئی رسائل جن میں عصمت اور سہیلی " شامل تھے، انہوں نے مستقل لگوا رکھے تھے۔" (۱)

۱۹۵۷ء میں وہ ازدواجی بندھن میں بندھ گئے۔ ان کی بیوی رضیہ ملک گورنمنٹ کالج راول پنڈی میں پروفیسر تھیں جو کہ بعد ازاں پرنسپل کے عہدے سے ریٹائر ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تین بیٹوں سے نوازا۔ بڑا بیٹا عتیق الرحمن ۱۹۵۹ء، منجھلا خلیق الرحمن ۱۹۶۱ء اور چھوٹا بیٹا امین الرحمن ۱۹۶۳ء میں پیدا ہوا۔ شفیق الرحمن نے ایک بھرپور زندگی گزاری۔ خوشیاں بکھیرنے والا یہ ڈاکٹر، کرنل ۱۹ مارچ ۲۰۰۰ء کو اس جہانِ فانی سے کوچ کر گیا۔

شفیق الرحمن کی پہلی کہانی چاکلیٹ " ماہنامہ "خیام" میں شائع ہوئی۔ ۱۹۴۲ء میں انہوں نے ایم بی بی ایس کا امتحان پاس کیا۔ اسی سال ان کا پہلا نشری مجموعہ "کرنیں" منظر عام پر آیا

Name of Journal: Al-Anfal
ISSN (Online): 3006-5208
ISSN (Print): 3006-5194
Name of Publisher: Al-Anfal Education & Research
Vol. 3 No.1 (2025)

اور انہوں نے انڈین میڈیکل سروس جوائن کی۔ یہ زمانہ جنگِ عظیم دوم کا تھا۔ یوں ملازمت کے ابتدائی سالوں ہی میں انہیں متعدد ممالک کے مختلف محاذوں پر جا کر خدمات انجام دینی پڑیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد ان کی خدمات پاکستان آرمی کے میڈیکل کور کے سپرد کر دی گئیں جہاں سے وہ ستمبر ۱۹۷۹ء میں سرجن ریئر ایڈمرل کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ ان کو بہترین کارکردگی کے صلے میں ہلالِ امتیاز سے بھی نوازا گیا۔ ۱۹۸۰ء میں اکادمی ادبیات کے پہلے چیئرمین مقرر ہوئے۔ اکادمی کے چیئرمین کی حیثیت سے انہوں نے متعدد علمی و ادبی کانفرنسز کا انعقاد کرایا اور اس کے ساتھ ساتھ اکادمی کے رسالے ماہنامہ "خبرنامے" کا اجرا بھی کیا۔

کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں تعلیم کے دوران میں افسانہ نگاری کا شروع ہونے والا سلسلہ شفیق الرحمن کی گیارہ تصانیف کی شکل میں ہمارے سامنے آتا ہے۔ ۱۹۴۲ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک انہوں نے چھے سال کے عرصے میں سات کتابیں تخلیق برس میں انہوں نے چار کتابوں کو تخلیق کیا۔ ان کی تخلیقات کی تفصیل یوں ہے۔

"کرنیں (۱۹۴۲)، 'شگوفے'، (۱۹۴۳ء) لہریں' (۱۹۴۳ء)، مدوجزر ' (۱۹۴۴ء)، پراوز (۱۹۴۵ء) ، پچھتاوے (" ۱۹۴۶ء) ، حماقتیں ' (۱۹۴۷ء)، مزید حماقتیں' (۱۹۵۴ء)، انسانی تماشہ ' (۱۹۵۶ء)، 'دجلہ' (۱۹۸۰ء) اور آخری" دریچے' (۱۹۸۹ء) میں پہلی بار منصہ شہود پر آئیں۔ میں سات افسانے "شکست "، "فاسٹ باؤلر"، "کرنیں"، "گرم کی چھٹیاں ، لیڈی ڈاکٹر "، "وسعت" اور "ثروت' حجاب امتیاز کے دیباچہ کے ساتھ شائع ہیں۔ "شگوفے" میں بھی سات افسانے "بڑی آپا "، "دو تارے 'فلاسفر"، "ڈرپوک"، "ساڑھے چھ" اور "شیطان " کے علاوہ چار "سماج"، "یونہی"، 'مشورے" اور "دیکھیے صفحہ فلاں" کے عنوانات سے مزاحیہ تحریریں بھی شامل ہیں۔ لہریں" میں صرف ایک افسانہ "زیادتی" کے عنوان سے شامل کیا گیا ہے جب کہ باقی مزاحیہ تحریریں ہیں۔ مدوجزر" میں آٹھ افسانی شریر پھول"، "احمق، "دعا "، "ایک خط کے جواب میں"، "محبت"، رقابت "،"مسافر" اور 'مدوجزر" شامل کیے گئے ہیں۔"(۲)

Name of Journal: Al-Anfal
ISSN (Online): 3006-5208
ISSN (Print): 3006-5194
Name of Publisher: Al-Anfal Education & Research
Vol. 3 No.1 (2025)

""پرواز" میں چار افسانے ترپ چال"، "شیطان اور کوہ ہمالیہ" اور "شیطان کی خالہ جان کے علاوہ آٹھ مزاحیہ تحریروں کو شامل کیا گیا ہے۔ "پچھتاوے" میں چھ افسانوں "پچھتاوے"، "منزل، سراب"، "سناٹا"، "جینی اور "دوراہا، کو زیور طبع سے آراستہ کیا گیا ہے۔ "حماقتیں" میں آٹھ افسانوں اور ایک پیروڈی "قصہ پروفیسر علی بابا کا" کو شائع کیا گیا ہے۔

" حماقتوں میں تین افسانے "عینک اور موسم بہار"، "ٹیکسلا سے پہلے ، ٹیکسلا کے بعد ""اور "برساتی" کے علاوہ سات مزاحیہ تحریروں کو شامل کیا گیا ہے۔ انسانی تماشہ ولیم سروین کی "ہیومن کامیڈی" کا اُردو ترجمہ ہے۔ "دجلہ" میں شفیق الرحمن نے اپنے اسفار کو موضوع بنایا ہے۔ اس میں چار مختصر سفرنامے "نیل"، "ڈینیوب"، "دھند" اور "دجلہ" شائع ہوئے ہیں۔ ان میں "دھند" افسانے کے معیار پر پورا اُترتا ہے ۔جب کہ آخری تصنیف دریچے " میں دو افسانے غار کابت" اور "افواہیں" کے ساتھ سات مزاحیہ تحریروں کو شامل اشاعت کیا گیا ہے۔ شفیق الرحمن آرمی میڈیکل کور سے وابستہ رہے ہیں اس لیے انہوں نے اپنے افسانوں میں جنگ اور اس کی ہولناکیوں کو بھی موضوع بنایا ہے۔ یہ ان کی افسانہ نگاری میں نہ صرف ارتقائی عمل کو ظاہر کرتا ہے بلکہ ان کے افسانوں کے موضوعات میں پائی جانے والی وسعت کا اظہار بھی ہے۔ انہوں نے اپنے افسانوں "منزل"، "افواہیں" اور "سناٹا" میں محاذ جنگ کو موضوع بنایا ہے۔ وہ فوجیوں کے دلوں پر طاری جنگ کے خوف کو بیان کرتے ہیں:

> "باتیں دوبارہ شروع ہوئیں لیکن پھیکی معلوم ہونے لگیں۔ مسکراہٹیں غائب ہو چکی تھیں۔ آنکھیں اُداس ہوتی گئیں اور دفعتاً محسوس ہوا کہ بستروں میں لیٹے ہوئے مریض اذیت کن تکلیف میں ہیں۔ سورج غروب ہو چکا ہے اور بڑھتے ہوئے اندھیرے کے ساتھ ایک نہ معلوم سا خوف عود کر آرہا ہے۔"(۳)

نامعلوم منزل کی تلاش اور نامعلوم خوف ، انسانی زندگی کو کرب ناک بنا دیتا ہے۔ یہی کچھ ایک جنگ کے نتائج ہوتے ہیں۔ ہر دم ہر پل ایک خوف دل و جان پر رہتا ہے۔ اب کیا ہوگا، یہ سوچ جیتے جی مار دینے کے لیے کافی ہے۔ شفیق الرحمن نے سناٹا افسانے میں بھی کچھ ایسے ہی واقعات کو موضوع بنایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> "دفعتاً وہ اٹھا، خالی خالی نگاہوں سے ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ شور بند ہو گیا۔ وہ بولا دوستو! مجھے معاف کرنا، مجھے کچھ دکھائی نہیں

Name of Journal: Al-Anfal
ISSN (Online): 3006-5208
ISSN (Print): 3006-5194
Name of Publisher: Al-Anfal Education & Research
Vol. 3 No.1 (2025)

دیتا۔ بم کے ایک ٹکڑے نے میری بینائی چھین لی ہے۔ میں بالکل اندھا ہوں، ورنہ کبھی یوں نہ کرتا۔ دوستو! مجھے معاف کر دو۔"(۴)

شفیق الرحمن کا مشاہدہ محدود نہیں ہے۔ وہ انسانی رویوں کو اپنے افسانوں میں یوں استعمال کرتے ہیں کہ صورتِ حال واضح ہو جاتی ہے۔ ان کا افسانہ "جینی" ایک ایسے ہی موضوع پر محیط ہے۔ اس میں انہوں نے ایک عورت کی وفا کو اپنے افسانے میں بیان کرنے کی کامیاب سعی کی ہے۔ جینی جس نے ہر قدم پر ہر آنے والے فرد پر اعتبار کیا اور وفادار رہی۔ اس کے ساتھ ہر مرد نے بے وفائی کی۔ ہر کوئی اس کے جسم سے اپنی جنسی پیاس بجھاتا اور پھر اس کو چھوڑ کر چل دیتا۔ یہاں تک کہ اس عمل میں اس کہانی کا کہانی کار بھی شامل تھا۔ یوں شفیق الرحمن نے ایک جداگانہ انداز اختیار کرتے ہوئے "جینی" میں عورت کے وفادار ہو کر بھی تنہا رہنے کو خوب صورتی سے بیان کیا ہے:

"فیصلہ کرنے کا وقت آیا تو میں بزدل ثابت ہوا، میں خاموش ہو گیا۔ خاموش ہو کر میں اس گروہ میں شامل ہو گیا۔ جو جینی کی زندگی میں مجھ سے پہلے آیا۔ گروہ جو بظاہر اپنے آپ کو باغی ظاہر کرتا لیکن دراصل سماجی روایات کا غلام تھا۔ جینی سمجھ گئی پھر اُس نے کچھ ایسی باتیں نہیں کیں۔ ہم دونوں میں ایک معاہدہ سا ہو گیا۔ اگرچہ یہ معاہدہ زبان پر نہیں آیا لیکن طے ہو گیا کہ جب تک ایک دوسرے کے قریب ہیں محض پرانے دوستوں کی طرح رہیں گے۔"(۵)

شفیق الرحمن نے اپنے افسانوں کے موضوعات کو وسعت دیتے ہوئے ان میں اپنے اسفار کو بھی شامل کیا ہے۔ اس حوالے سے برساتی" اور "دھند' ہمارے سامنے ہے۔ برساتی" ایک طویل افسانہ ہے جس میں انہوں نے اپنے یورپ کے سفر کو موضوع بنایا شفیق الرحمن کے اس منفرد تجربے کو متعدد نقادوں نے سراہا ہے۔ اس تجربے میں ان کی کامیابی کے بارے میں ڈاکٹر مرزا حامد بیگ لکھتے ہیں:

"شفیق الرحمن کے افسانوں میں یورپ اور مشرقِ وسطیٰ کے سفر کا بولتا ہوا تجربہ قابلِ رشک ہے۔"(۶)

شفیق الرحمن نے اپنے افسانے "برساتی" کو سفرنامے کے انداز میں تحریر کیا ہے۔ انہوں نے اس میں اپنے یورپ کے سفر کی روداد کو ایک کہانی میں تسلسل بیان سے کیا ہے. ۔ یوں

Name of Journal: Al-Anfal
ISSN (Online): 3006-5208
ISSN (Print): 3006-5194
Name of Publisher: Al-Anfal Education & Research
Vol. 3 No.1 (2025)

یہ سفرنامہ اور افسانہ دونوں کی خوبیوں کو یکساں سمیٹے ہوئے ہے۔شفیق الرحمن کا افسانہ "برساتی"ان کی ایک ایسی تحریر ہے جس کی پیروی کرتے ہوئے مستنصر حسین تارڑ نے بہت سے سفرنامے تحریر کیے اور اُردو سفرناموں کو مقبولِ عام کے درجہ پر فائز کیا۔ان کے اس افسانے کو ڈاکٹر مرزا حامد بیگ نے سفرنامہ نگاری کی جانب پہلا قدم قرار دیا ہے:

> "شفیق الرحمن نے" برساتی" کے عنوان سے سفرنامہ لکھ کر سفرنامے کی صنف کو چار چاند لگا دیے۔یہ ایک حد یہ ایک حد درجہ تخلیقی قلم کار کا سفرنامے کی صنف کی جانب پہلا قدم ہے۔"(۷)

شفیق الرحمن نے اپنے افسانوں میں انسانی زندگی کے مختلف رویوں کو موضوع بنایا ہے۔ انہوں نے محبت، نفرت ،رقابت ،تنہائی، جاہ و چشم پرستی کے ساتھ ساتھ توہم پرستی کو بھی اپنے افسانوں میں پیش کیا ہے۔ان کا افسانہ "غار کا بت" اس حوالے سے ہمارے سامنے آتا جس میں انہوں نے توہم پرستی کو بیان کرتے ہوئے اپنے کے حوالے سے کہانی تخلیق کی ہے۔

> "ہمارے گھوڑے کا سائیں سناتا کہ ایک دفعہ کسی نوجوان نے شمشان میں کوڑا کرکٹ ڈال دیا۔وہ بمشکل وہاں سے نکلا ہوگا کہ کسی آن دیکھی ہستی نے اسے بھسم کرکے رکھ دیا۔ چپڑاسی بتاتا کہ ایک عورت نے دیوی کے سامنے درخواست کرتے ہوئے منت مانی لیکن مراد بر آنے پر اسے اپنا وعدہ یاد نہ رہا۔دیوی نے سب کے سامنے اسے مفلوج کر دیا۔"(۸)

شفیق الرحمن نے اپنے افسانوں میں اپنے ذاتی تجربات کو ایک خاص انداز سے اس طرح پیش کیا ہے کہ ان افسانوں کے موضوعات میں تنوع پایا جاتا ہے۔ان موضوعات میں لڑکپن، محبت، نفرت ،رقابت ،تنہائی قدامت پسندی ،افواہ، محاذ جنگ، جنگ کے مسائل، جنگ کی تباہ کاریاں جنگ کا خوف، بڑھاپا، توہم پرستی اور مختلف انسانی رویے شامل ہیں۔

شفیق الرحمن نے زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اپنے خاص نقطۂ نظر سے اپنے افسانوں کا موضوع بنایا ہے۔ حالات کا مشاہدہ ایک خاص زاویے سے کیا ہے اور پھر اسے اپنے افسانوں میں افسانوں میں ڈھالا ہے۔ان ان کے افسانوں کا ایک بڑا موضوع لڑکپن کی زندگی ہے اور یہ لڑکپن ہی ہے جس میں محبت کے مختلف رنگوں کے ساتھ ساتھ اس دور کی شرارتیں، دوڑ دھوپ اور کھیل تماشوں کا ذکر شفیق الرحمن کے افسانوں کا موضوع بنا ہے۔انہوں نے اس عمر کی معصوم محبت

Name of Journal: Al-Anfal
ISSN (Online): 3006-5208
ISSN (Print): 3006-5194
Name of Publisher: Al-Anfal Education & Research
Vol. 3 No.1 (2025)

کو اپنے افسانوں کا روپ دیا ہے۔ وہ محبوب کے ہاتھوں دل ہار کر اس شکست پر فخر محسوس کرنے والی لڑکی کو اپنے افسانے میں پورٹریٹ کرتے ہیں۔ اس دور میں ان کے افسانوں پر رومانوی رنگ بہت غالب ہے اور ان کا محبت کا تصور مثالی ہے۔ شفیق الرحمن نے اپنے افسانوں میں قربانی کے جذبے کو بھی موضوع بنایا ہے۔ قربانی ایک ایسا جذبہ ہے جس کا اظہار لڑکپن میں نمایاں طور پر ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ جذبہ شفیق الرحمن کے افسانوں کا موضوع بنا ہے۔ وہ بچپن کے دوست کی خاطر اپنی محبت کی قربانی کا خوب صورت اظہار اپنے افسانے "گرمیوں کی چھٹیاں" میں کرتے ہیں:

> "صبح تک میں نے فیصلہ کر لیا۔ یہی کہ میرا چلا جانا ہی بہتر ہے۔ میرا کیا ہے؟ پہلے ہی بے پرواہ اور خبطی سا ہوں۔ میری کیا خوشی اور کیا غم۔ صغرا میرے لئے تھی ہی نہیں۔ اس کی قسمت تو کبھی سے اظہر کو سونپ دی جا چکی تھی۔ اس کی محبت؟ مگر محبت تو ابھی پنپ رہی تھی۔ دوسرے روز میں نے کیا کیا جتن کئے۔ گمنام خطوط لکھے، لڑکیوں کی تصویریں، ان کی تحریریں، صغرا سے انتہائی بے رخی، جو کچھ بھی میں کر سکتا تھا کیا۔ آخر کار حسب منشا نتیجہ نکلا اور صغرا مجھ سے بدگمان ہو گئی۔" (۹)

شفیق الرحمن نے اپنے افسانوں میں رقابت کے جذبے کو بھی موضوع بنایا ہے۔ رقابت کے لیے یہ ضروری تو نہیں کہ رقیب ہم عمر ہو اور اس کے لیے یہ بھی ضروری نہیں کہ رقیب مرد ہی ہو۔ شفیق الرحمن اپنے افسانے "بڑی آپا" میں ایک لڑکی کے رقیبانہ جذبات کو بیان کرتے ہیں۔ یہ لڑکی اپنی بڑی آپا کو اپنا رقیب خیال کرتی ہے۔ اس افسانے میں وہ کرداروں کے ذہن کی نفسیاتی تصویر کشی کرنے پر قادر نظر آتے ہیں:

> "پھر سال کے اندر اندر ہی آپا کی ہمارے ایک رشتہ دار سے شادی ہو گئی۔ میں سوچا کرتی ہوں کہ میرے لیے اس المیے کا باعث میری کمزوری تھی یا بڑی آپا۔ اس کو آج تک حل نہ کر سکی۔ مگر اس کا وہ فقرہ کہ "مجھے ٹھکرانے والی آپ افسان پہلی ہستی نہیں ہیں۔ مجھے مرتے دم تک یاد رہے گا۔" (۱۰)

شفیق الرحمن کے افسانے اپنے موضوعاتی تنوع، تخیلی حسیت اور فکری گہرائی کی بدولت بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ شفیق الرحمن فن افسانہ نگاری کے اسرار و رموز سے بخوبی آگاہ تھے۔ اس کے علاوہ

Name of Journal: Al-Anfal
ISSN (Online): 3006-5208
ISSN (Print): 3006-5194
Name of Publisher: Al-Anfal Education & Research
Vol. 3 No.1 (2025)

عصری ادب پر ان کی بڑی گہری نظر تھی۔ اُردو افسانے کی ارتقائی جہات کے ساتھ انگریزی اور فرانسیسی ادب پر تنقیدی نگاہ رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے افسانوں میں فنی سقم کا احساس نہیں ہوتا۔ وہ کی ایمائیت کو بھرپور طریقے سے استعمال کرتے ہیں۔ کسی بھی افسانہ نگار کے تخلیقی عمل کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ سب سے پہلے موضوع کا انتخاب کرے پھر وہ پلاٹ کی تعمیر کرے۔ پلاٹ میں آغاز، وسط اور انجام کو اس انداز سے ترتیب دیا جاتا ہے کہ کہانی کا تسلسل متاثر نہ ہو، واقعات میں کسی قسم کا جھول نہ ہو۔ شفیق الرحمن کے افسانوں کے پلاٹ سادہ ہیں۔ افسانے کے پلاٹ میں سب سے پہلا مرحلہ آغاز یا ابتداء کا ہوتا ہے۔ لہذا افسانے کا آغاز جان دار اور دلچسپ ہونا چاہیے۔ شفیق الرحمن کے افسانوں کی یہ خوبی ہے کہ ان کا آغاز دلچسپی کو سمیٹتا ہے۔ وہ قاری کی توجہ کو بھٹکنے نہیں دیتا بلکہ اس کو سارا افسانہ اُکساتا پر ہے۔ شفیق الرحمن کے افسانے "چاء" کا آغاز ملاحظہ ہو:

> "عجیب عجیب حرکتیں کر رہا تھا۔ کبھی لمبے لمبے سانس لیتا، کبھی دھڑام سے صوفے پر گر کر آنکھیں میچ لیتا۔ کبھی دیدے مٹکا مٹکا کر کرسی پر طبلہ بجاتا۔ پھر یکا یک چھلانگ مار کر آئینے کے سامنے جا کھڑا ہوتا اور کچھ اس انداز آئینہ دیکھتا جیسے آج زندگی میں پہلی مرتبہ آئینہ دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔"(۱۱)

شفیق الرحمن نے اپنے افسانے کے آغاز کو بہت اہمیت دی ہے۔ ان کے آغاز، قاری کے لیے ہزارہا دلچسپیاں پیدا کرتے ہیں۔ وہ اس قدر مختلف اور چونکا دینے والے انداز کو اپناتے ہوئے اپنے افسانے کا آغاز تحریر کرتے ہیں کہ قاری اس میں گم ہو جاتا ہے اور افسانہ ختم کر کے ہوش میں آتا ہے۔ شفیق الرحمن کے افسانوں میں آغاز کے ساتھ انجام پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ انہوں نے جس توجہ اور مہارت سے آغاز کو تخلیق کیا ہے۔ اسی طرح انجام کو انہوں نے قاری کے لیے پُر حیرت بنایا ہے۔ انہوں نے اپنے افسانوں میں وسط پر زیادہ توجہ مرکوز کرنے کی بجائے آغاز اور انجام کو دلچسپ اور تحیر آمیز بنانے کی پوری کوشش کی ہے۔ وہ موضوع اور ماحول کو مدنظر رکھتے ہوئے آغاز اور انجام کو ترتیب دیتے ہیں۔ ان کے افسانے "زیادتی کا انجام بھی قاری کی دلچسپی کو تحیر تبدیل کر دیتا ہے:

> "میں اور اب۔۔۔ اس امتحان میں جب کہ میں بالکل اکیلا تھا اپنا وہ امتحان بہت یاد آیا۔ چند سال پہلے کا وہ امتحان اور رضیہ بھی بہت یاد آئی۔ اب مجھے معلوم تھا کہ رضیہ نے اُس تحفے کو اس قدر سنجیدگی سے کیوں لیا تھا؟

Name of Journal: Al-Anfal
ISSN (Online): 3006-5208
ISSN (Print): 3006-5194
Name of Publisher: Al-Anfal Education & Research
Vol. 3 No.1 (2025)

امتحان کے دنوں میں رضیہ نے بڑی شرارتیں کی تھیں۔ مجھے
بہت چھیڑا تھا، تنگ کیا تھا، خوب ستایا تھا لیکن انگوٹھی کا
فرضی تحفہ پہن کر شاید میں نے بھی زیادتی کی تھی۔"(۱۲)

شفیق الرحمن کے افسانوں کا انجام موقع محل کے مطابق ہوتا ہے۔ اس میں وہ اپنی فکر کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ قاری تک جو بات پہنچانا چاہتے ہیں، اس کو قاری جان لیتا ہے۔ ان کے افسانوں کے انجام منطقی اور فکر انگیز ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے افسانوں کا انجام پڑھنے کے بعد قاری ایک مدت تک ان کے سحر میں کھویا رہتا ہے:

"جب کبھی زندگی میں تلخیاں سامنے آتی ہیں، کریہہ حقیقتیں
حسین و نازک خوابوں کو کچل ڈالتی ہیں۔ تب میں کسی ایسی ہی نیلی
جھیل کے کنارے پناہ لیتا ہوں اور زندگی میں ان جھیلوں کا تار
باندھا ہوا ہے۔ تاحدِ نگاہ یہ جھیلیں اس طرح چلی گئیں
ہیں جہاں ایک ختم ہوتی ہے وہاں دوسری شروع ہو جاتی
ہے۔"(۱۳)

شفیق الرحمن کے افسانوں میں کردار نگاری نہ صرف اہمیت کی حامل کے کردار کو لافانی بھی بناتی ہے۔ کسی بھی افسانے میں کہانی کے ساتھ اس کردار بھی اہم ہوتے ہیں۔ ایک کو دوسرے پر فوقیت نہیں دی جا سکتی۔ شفیق الرحمن کے ہاں بھی کہانی اور کردار دونوں کو یکساں ترجیح دی جاتی ہے۔ ان کے افسانوں میں پلاٹ، کردار اور واقعہ یا کہانی تینوں آپس میں اس طرح مدغم ہوتے ہیں کہ ایک کو دوسرے سے جدا کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ ان کے کرداروں کے حوالے سے ڈاکٹر عقیلہ شاہین لکھتی ہیں:

"شفیق الرحمن کے ہاتھ میں جادو کی چھڑی ہے وہ اسے گھماتا
ہے تو کائنات بدصورتی چھٹ جاتی ہے۔ وہ اپنے اندر کا سارا
حسن، سارے خواب اور سارا رومان سے اپنے کرداروں میں
منتقل کر دیتا ہے۔ اس کی کہانیوں کے کردار بظاہر مختلف لیکن
اصل میں وہ ایک حسین لڑکی اور ایک ہی حسین لڑکے کے پرتو
ہیں۔"(۱۴)

شفیق الرحمن کے افسانوں کے کردار ہمارے ارد گرد پائے جانے والے اشخاص ہیں۔ یہ کردار کوئی آن دیکھی مخلوق نہیں ہیں بلکہ انہوں نے اپنے ماحول سے ان کرداروں کو تخلیق کیا ہے۔ ان میں "شکست" کے اشفاق، نعیم اور نجمہ کے کردار ہوں یا "فاسٹ باؤلر کے تسنیم اور خاں صاحب کا کردار، یہ سب

Name of Journal: Al-Anfal
ISSN (Online): 3006-5208
ISSN (Print): 3006-5194
Name of Publisher: Al-Anfal Education & Research
Vol. 3 No.1 (2025)

کے سب کردار ہمارے معاشرے میں موجود ہیں۔ ان میں اظہر ہو یا صغری، مجید ہو یا زہرہ اور اسی طرح ثروت ہو یا بڑی آپا، ان کے کردار ہمیں اجنبی معلوم نہیں ہوتے۔ وہ اس اجنبیت کو دور کرنے کے لیے اپنے کردار کا تعارف بڑی تفصیل سے بیان کرتے ہیں:

> "مجھے ان کے گھر ہفتے میں کم از کم تین مرتبہ حاضری دینی پڑتی تھی اور اتوار کو صبح موٹر میں، میں کنبے کے ساتھ کہیں باہر سیر سپاٹے اور شام کو سینما کے لئے ساتھ جانا ہوتا تھا۔ وقت بہت اچھا کٹ جاتا تھا۔ خاں صاحب اور ان کی بیگم مجھے بہت پیار کرتے تھے۔ بچے بہت پسند کرتے تھے مگر جہاں یہ سب کچھ تھا وہاں میں ایک ہستی سے بہت ڈرتا تھا۔ یہ ان کی بڑی لڑکی تسنیم تھی۔ اگر مجھ سے کچھ بڑی نہیں تو غالباً برابر عمر کی ہو گی۔"(۱۵)

شفیق الرحمن کے افسانوی کرداروں میں کچھ کردار مستقل بھی ہیں۔ یہ کردار ان کے افسانوں کو لاجواب بناتے ہیں۔ ان میں سے ایک اہم کردار "شیطان" کا ہے۔ روفی جسے عرفِ عام میں وہ شیطان کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت، آپا، نواب صاحب، جج صاحب، رضیہ اور مقصود گھوڑا ایسے کردار ہیں جو ان کے ہاں زیادہ تر پائے جاتے ہیں۔ ان سب کرداروں میں شیطان نے وہ مقبولیت حاصل کی جو اردو کی مزاح نگاری کی روایت میں دوسرے کرداروں نے حاصل کی جن میں چچا چھکن چچا عبدالباقی اور دوسرے کئی کردار شامل ہیں۔ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ کردار کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں:

> "شفیق الرحمن کا یہ عجیب و غریب کردار "شیطان اس کے متعدد افسانوں میں بہت نمایاں ہے۔ اس کردار کی پیش کش کے ساتھ شفیق الرحمن نے سفید پوش طبقے میں چھپے بیٹھے دل کے چور کو پکڑا ہے۔"(۱۶)

شفیق الرحمن کا کردار شیطان اپنے نام کی نسبت سے افعال بھی سرانجام دیتا ہے۔ اس کا کام بنتے ہوئے کام کو بگاڑنا، ہر کام میں رکاوٹ ڈالنا، گویا وہ اپنے اعمال و افعال میں وہی کچھ ہے جو اس کا نام ہے۔ شفیق الرحمن کے زیادہ تر کردار ایسے ہیں جو اپنے افعال سے ایسا تاثر چھوڑتے ہیں جو قاری کو اپنی گرفت میں رکھتا ہے۔ ان کے کردار معصوم اور سادہ بھی ہیں، شوخ اور چنچل بھی۔ شفیق الرحمن اپنے کردار کو تخلیق کرتے ہوئے اس کے رجحانات اور ذہنی سطح کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ وہ اپنے کرداروں کو اس خوب صورتی سے پیش کرتے ہیں وہ ناقابل فراموش ہو جاتے کردار نگاری اُس وقت تک ادھوری رہتی ہے جب

Name of Journal: Al-Anfal
ISSN (Online): 3006-5208
ISSN (Print): 3006-5194
Name of Publisher: Al-Anfal Education & Research
Vol. 3 No.1 (2025)

تک کہ تخلیق کار مکالمے کے ذریعے کہانی کو آگے نہ بڑھائے اور کردار کی تمام خوبیاں اور خامیاں سامنے نہ لائے۔ شفیق الرحمن کے ہاں مکالمہ نگاری اپنی تمام تر نزاکتوں کے ساتھ موجود ہے۔ ان کے مکالموں میں بے ساختگی اور روانی پائی جاتی ہے:

"بیگم ملیں "سناؤ لڑکوں کو کیسے ہو؟.... تمہاری موٹر سائیکل کیسی ہے
خدا کے فضل سے اچھی ہے اور آپ کی خیریت کی طالب
ہے۔ شیطان نے جواب دیا۔
"بھائی جان آپ کی موٹر سائیکل کی طاقت کتنی ہے؟ ننھے
میاں نے پوچھا:
ڈھائی ہارس پاور۔۔۔" "یعنی دو گھوڑے اور ایک بچھڑا۔۔۔ لیکن
جس روز میں اس پر سوار ہوا تو یہ ساڑھے تین ہارس پاور کی
ہو جائے گی۔ امی جان ہارس پاور کا ترجمہ کیجیے۔۔۔"(۱۷)

شفیق الرحمن کے کردار "شیطان کے حوالے سے ڈاکٹر ریحانہ پروین اپنے کتاب "ڈاکٹر شفیق الرحمن ایک مطالعہ میں لکھتی ہیں:

"شیطان کا اصلی نام روفی" ہے، جو ڈاکٹر شفیق الرحمن کے بچپن
کے دوست ہیں۔ ان کی حرکات کو زیر بحث لاکر ڈاکٹر
صاحب نے قاری کی دلچسپی کے لیے سامان فراہم کیا ہے،
یہ کردار اُن کے افسانوں میں شروع سے لے کر آخر تک
چھایا رہتا ہے۔"(۱۸)

شفیق الرحمن کے مکالموں کی خوبی یہ ہے کہ وہ ان کے ذریعے جو پیغام اور جو ماحول قاری کے ذہن پر نقش کرنا چاہتے ہیں وہ بآسانی تشکیل کر لیتے ہیں۔ ان کے مکالموں میں ایک فضا موجود ہوتی ہے جو قاری کو اپنے حصار میں جکڑ لیتی ہے۔ شفیق الرحمن اپنے مکالموں کے ذریعے اپنے کردار کی ذہنی عکاسی کرتے ہیں۔ ان کے مکالمے ان کے کردار کے جذبات کا اظہار ہوتے ہیں۔ یہ بات کردار کی نوعیت پر منحصر ہوتی ہے کہ وہ کردار کس قسم کا ہے۔ اگر کردار سنجیدہ ہے تو مکالمہ بھی سنجیدہ ہوگا۔ اگر کردار شیطان صفت ہے تو مکالمہ بھی شرارت سے بھرپور ہوگا۔ شفیق الرحمن کے مکالمے ان کے افسانوں کو پُر لطف بناتے ہیں۔ یہ مکالمے ان کے افسانوں کی جان ہیں اور یہی ان کی افسانہ نگاری کو ایک آن اور پہچان بخشتے ہیں۔ شفیق الرحمن کے افسانوں میں منظر نگاری بہت خوب صورتی سے کی جاتی ہے۔ وہ جو منظر تخلیق کرنا چاہتے ہیں اُسے بڑی آسانی سے صفحۂ قرطاس پر منتقل کر دیتے ہیں۔

Name of Journal: Al-Anfal
ISSN (Online): 3006-5208
ISSN (Print): 3006-5194
Name of Publisher: Al-Anfal Education & Research
Vol. 3 No.1 (2025)

شفیق الرحمن کے افسانوں میں رومانوی منظر دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے افسانوں کی فضا شوخ اور چنچل بھی ہے۔ وہ اپنے افسانوں میں ان دیکھے جزیروں کی بات کرتے ہیں۔ وہ خواب و خیال کی دنیا کو بھی پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے رومانوی طرزِ منظر کشی کو اپنایا ہے۔ ان کی تحریروں میں وہی رومانویت ملتی ہے جو دوسرے رومانوی روایت کے پاس داروں کے ہاں پائی جاتی ہے۔ شفیق الرحمن کے افسانوں میں رومانوی منظر نگاری کے بارے میں ڈاکٹر عقیلہ شاہین لکھتی ہیں:

> "شفیق الرحمن کی کہانیوں میں نیلی جھیلیں بھی ہیں اور کھلتے کنول بھی۔ برستی بارش بھی ہے اور گرتی برف بھی خوشبو کی کلیاں بھی ہیں اور شفتالو کے پھول بھی، چمکتے جگنو بھی ہیں اور رات کی رانی کے پیڑوں پر پریاں بھی۔ رومال پر کڑھتے ہوئے دل بھی ہیں اور تکیے کے نیچے سوکھی گلاب کی کلی بھی۔ محبتوں کی دھنک بھی ہے اور ان کی خشک سالی بھی۔ بچوں کی معصوم مسکراہٹ بھی ہے اور بڑوں کی سنجیدہ حماقتیں بھی۔"(۱۹)

شفیق الرحمن کے افسانوں میں مناظر کی ایک رنگارنگ قوس قزح سجی ہوئی ہے۔ وہ ہر افسانے کے لیے ایک مختلف رنگ کا انتخاب کرتے ہیں اور پھر اس سے اپنے افسانے کی کہانی کو رنگین کرتے چلے جاتے ہیں:

> "سچ مچ وہ پرانی جینی نہیں تھی۔ پہلے سے کہیں تندرست اور چست معلوم ہوتی تھی۔ اس کے چہرے پر تازگی تھی، نیا نکھار تھا۔ ہونٹوں میں رسیلا پن اور رُخساروں پر سرخی آچکی تھی۔ اب وہ ایک شعلۂ فروزاں تھی۔ وہ طرح طرح سے میک اپ کرتی، شوخ و بھڑکیلے لباس پہنتی جگمگ جگمگ کرتے ہوئے زیور، قسم قسم کی خوشبوئیں۔ وہ ہر موضوع پر بلا دھڑک گفتگو کر سکتی تھی۔ کلبوں اور رقص گاہوں میں اسے باقاعدگی سے دیکھا جاتا۔"(۲۰)

شفیق الرحمن کی منظر نگاری کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ اس میں جزئیات نگاری سے کام لیتے۔ یوں عموماً منظر طویل ہوتا چاتا ہے جس پر کچھ لوگوں نے حرف زنی بھی کی ہے مگر وہ لوگ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ ان کی جزئیات نگاری نے ہی ان کی منظر نگاری کو جلا بخشی ہے جس کی بنا پر ان کا افسانہ معیاری قرار پاتا ہے۔

شفیق الرحمن نے کہانی کے بیان میں جو اسلوب اپنایا ہے وہ ان کی تحریر کو منفرد بناتا ہے۔ ان کا اسلوب سادہ مگر فکر انگیز ہے۔ وہ سادہ لفظوں میں بڑی بات کہنے کا ہنر جانتے ہیں۔

Name of Journal: Al-Anfal
ISSN (Online): 3006-5208
ISSN (Print): 3006-5194
Name of Publisher: Al-Anfal Education & Research
Vol. 3 No.1 (2025)

ان کی تحریر لوگوں کے دلوں پر اثر کرتی ہے۔ ان کی تحریر میں سنجیدگی سے زیادہ مزاح کا رنگ پایا جاتا ہے۔ یہ مزاح اپنے اوپر رومان کے لبادے کو اوڑھے ہوئے ہے۔ڈاکٹر انوار احمد اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> "چوتھا مجموعہ "پچھتاوے بھی قیام پاکستان سے پہلے شائع ہوا۔ اس میں عمومی اسلوب رومانی ہے مگر اب کرداروں کے پس منظر میں صرف مناظر فطرت نہیں بلکہ اجتماعی زندگی کی جھلکیاں بھی دکھائی دیتی ہیں اور یہ تو "لہریں" کی اشاعت کے ساتھ ہی محسوس ہوا تھا کہ اب رومان کے بطن سے ایک ایسا مزاح نگار طلوع ہو رہا ہے جس نے بعد میں شاید ایک مزاح نگار کے طور پر زیادہ بڑا حوالہ بننا تھا۔" (۲۱)

شفیق الرحمن کا اسلوب رومان اور مزاح کے چٹکلوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ ان کے اسلوب میں رومان اور مزاح کے نگینے اس طرح جڑے ہوئے ہیں کہ قاری کی نظر ان سے ہٹتی ہی نہیں وہ جوں جوں ان کو دیکھتا ہے توں توں وہ سحر زدہ ہوتا جاتا ہے۔ کہانی کار اپنی کہانی کے بیان میں مختلف انداز اپناتا ہے۔ یوں وہ قارئین کی دلچسپی کو برقرار رکھتا ہے۔ اس کے پاس بات کہنے کا جادو ہوتا ہے جس کے ذریعے وہ بیان کے حسن کو مسخر کرتا ہے۔ شفیق الرحمن بھی اس فن میں طاق ہے۔ وہ افسانہ تحریر کرنا جانتا ہے اس لیے اس نے مختلف طریقوں سے افسانے تحریر کر کے اس فن پر اپنی مکمل دسترس کا ثبوت دیا ہے۔انہوں نے زیادہ تر افسانے بیانیہ طرز پر لکھے ہیں۔ ان کے ہاں تکنیک کے تجربات بھی پائے جاتے ہیں۔ انہوں نے فلیش بیک کی تکنیک میں افسانے تحریر کیے ہیں۔ اس تکنیک کو اپنا کر غلام عباس، مرزا ادیب اور قاضی عبدالغفار نے بھی افسانے لکھے ہیں۔ افسانہ "پچھتاوے" اور "ایک خط کے جواب میں اس کی عمدہ مثال ہیں۔

شفیق الرحمن کا ادبی سفر نصف صدی پر چھایا ہوا ہے۔ انہوں نے یہ سفر "کرنیں سے شروع کیا اور پھر دریچے" پر پہنچ کر دم لیا۔ وہ ان خوش قسمت تخلیق کاروں میں شمار کیے جاتے ہیں جن کی خدمات کا اعتراف اُن کی زندگی ہی میں کر لیا گیا۔ انہوں نے اس دور میں اپنی افسانہ نگاری کا لوہا منوایا جب اُردو افسانے کے معتبر نام افسانہ لکھ رہے تھے۔ شفیق الرحمن جنوبی پنجاب کے افسانہ نگاروں ہی میں نہیں اُردو افسانے کے مرکزی دھارے میں بھی ایک معتبر حوالے کے طور پر ہمیشہ یاد رکھے گے۔

حوالہ جات

Name of Journal: Al-Anfal
ISSN (Online): 3006-5208
ISSN (Print): 3006-5194
Name of Publisher: Al-Anfal Education & Research
Vol. 3 No.1 (2025)

۱۔ اُردو پنچ" (شفیق الرحمن ایڈیشن)، مدیر سیّد ضمیر جعفری، راول پنڈی، ۱۹۹۵ء، ص ۲۱

۲ - شفیق الرحمن، مدوجزر، ماورا پبلشرز، لاہور، ۱۹۹۵ء، فہرست ۲۵

۳۔ شفیق الرحمن، دجلہ، غالب پبلشرز، لاہور، ۱۹۸۳ء، فہرست

۴۔ شفیق الرحمن، حماقتیں، ماورا پبلشرز، لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۴۲

۵ - ایضاً، ص ۹۸ ۲۸ - ایضاً، ص ۱۳۸

۶۔ مرزا حامد بیگ، ڈاکٹر، اُردو افسانے کی روایت، اکادمی ادبیات سلام آباد، ۱۹۹۱ء، ص ۸۴

۷۔ مرزا حامد بیگ، ڈاکٹر، اُردو سفرنامے کی مختصر تاریخ، کلاسک، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص ۹۵

۸۔ شفیق الرحمن، دریچے، ماورا پبلشرز، لاہور، س-ن، ص ۱۵۱

۹۔ شفیق الرحمن، "کرنیں، ماورا پبلشرز، لاہور، ۱۹۹۴ء، ص ۱۰۵

۱۰۔ شفیق الرحمن، شگوفے"، ماورا پبلشرز، لاہور، سن، ص ۱۶

۱۱۔ شفیق الرحمن، پرواز، ماورا پبلشرز، لاہور، ۱۹۹۴ء، ص ۱۰۹

۱۲۔ شفیق الرحمن، لہریں، ماورا پبلشرز لاہور، ۱۹۹۵ء، ص ۷۶

۱۷۔ - شفیق الرحمن، "حماقتیں"، ص ۴۷

۱۸۔ عقیلہ، شاہین، ڈاکٹر، شفیق الرحمن بطور مزاح نگار، مشمولہ "طنز و مزاح کے تنقیدی اُفق، مرتبہ: ڈاکٹر شاہد حسن رضوی، اُردو اکیڈمی، بہاول پور، ۲۰۰۱ء، ص ۲۵۳

۱۹ - شفیق الرحمن، "کرنیں"، ص ۴۸

۲۰۔ مرزا حامد بیگ، ڈاکٹر افسانے کا منظر"، مکتبہ عالیہ، لاہور، سن، ص ۵۹

۲۱۔ شفیق الرحمن، مزید حماقتیں، ماورا پبلشرز، لاہور، سن، ص ۸۷